اقبال

بر

آستانۂ

شاہِ ولایت

حضرت علی علیہ السلام

عاشق

تعداد طبع بار اول ______ ایک ہزار (۱۰۰۰)

قیمت ______ ایک روپیہ

مؤلف

انصار حسینی سلیمان عاشق

رامپارٹ روڈ۔ کھارادر۔ کراچی

مطبوعہ ______ عباسی لیتھو آرٹ پریس۔ فریئر روڈ۔ کراچی

اقبال

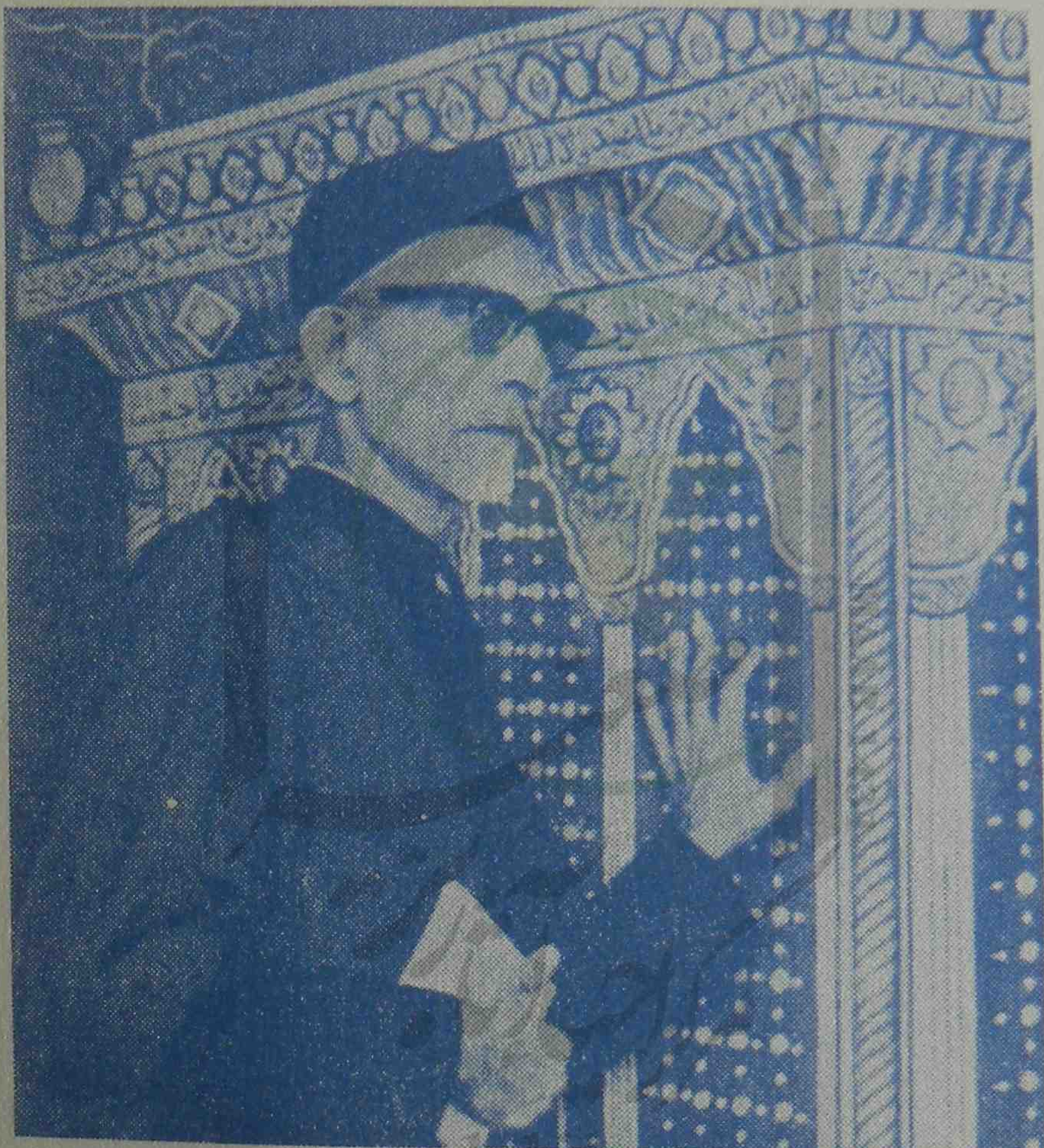
بر

آستانۂ

شاہ ولایت

حضرت علی علیہ السلام

عاشق



مؤلف برآستانۂ غریب الغربا امام رضا علیہ السلام

(مشہد مقدس)

جولائی سنہ ۱۹۶۶ء

حدیث

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا :-

"جس نے علیؑ سے محبّت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی جس نے مجھ سے دشمنی کی اس نے خدا سے دشمنی کی۔"

{منقول از سیّد الاوصیاؑ
ماخوذ از صواعق محرقہ}

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ

نجف میرا مدینہ ہے مدینہ ہے میرا کعبہ
میں بندہ اور کا ہوں امت شاہ ولایت ہوں

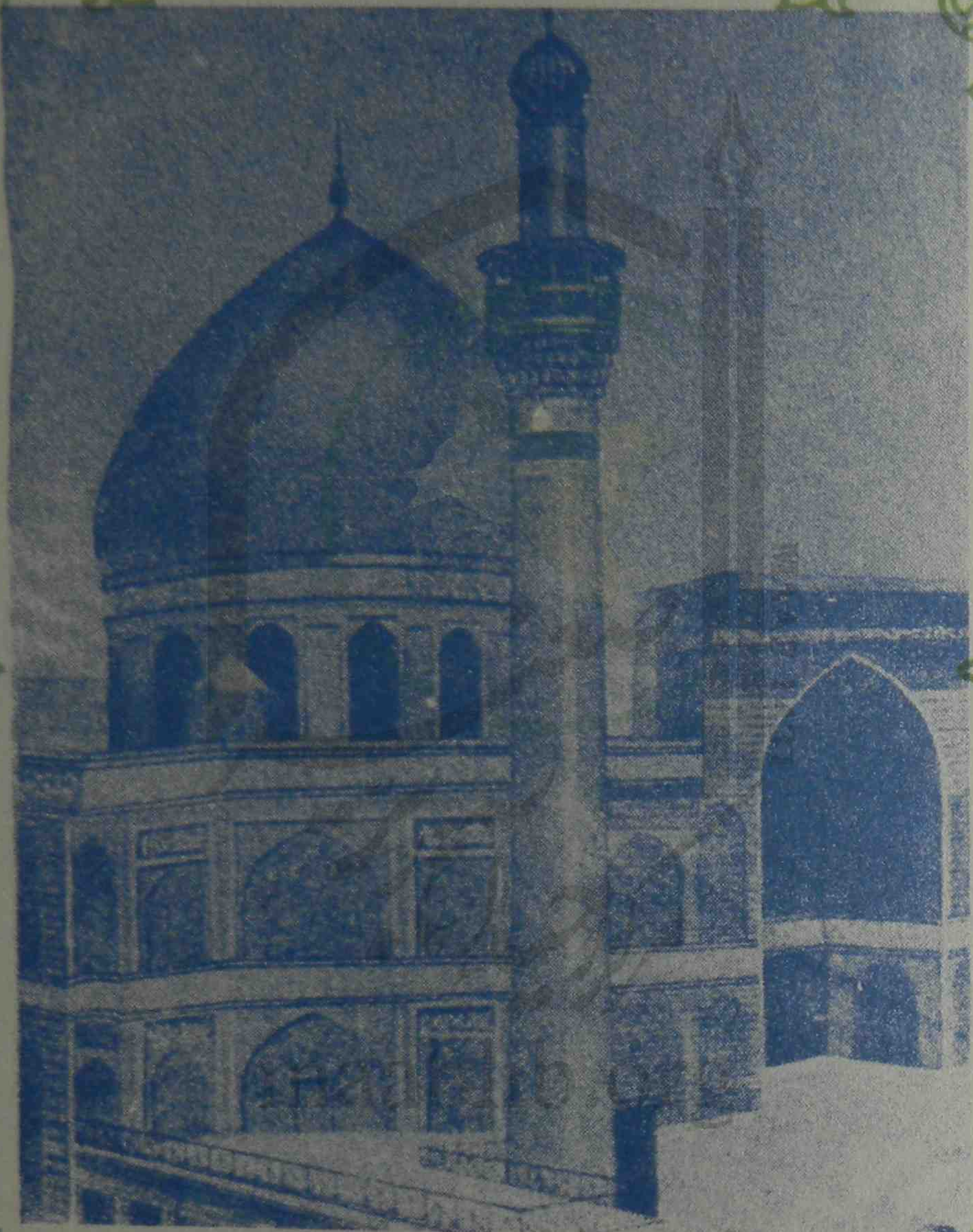
اقبال



وہ مفکر جس کی یہ تصویر ہے ——— اقبال ہے
جس کا نطق اسلام کی تفسیر ہے ——— اقبال ہے

ابوالاثر حفیظ جالندھری (جنگ)

سرمہ ہے میری آنکھ کا
خاکِ مدینہ و نجف
(اقبال)



آستانۂ قدس شاہ ولایت

اقبال کی دُعا

٥

دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کر
حریمِ کبریا سے آشنا کر
جسے نانِ جویں بخشی ہے تو نے
اسے بازوئے حیدر بھی عطا کر

٥

اقبال ایک رہبر کامل کی تلاش میں

○

منزلِ رہرواں دور بھی دشوار بھی ہے
کوئی اس قافلہ میں قافلہ سالار بھی ہے
علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذّتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے
بڑھ کے خیبر سے یہ معرکۂ دین و وطن
اس زمانہ میں کوئی حیدرِ کرّار بھی ہے؟

○

تعارف

یہ حقیقت ہے کہ دانائے راز علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ عالم اسلام میں ایک ممتاز اور بلند شخصیت کے حامل تھے۔ آپ ایک اعلیٰ پیمانہ کے شاعر، نادر مفکر اور مدبّر تھے۔ آپ کے سوانح حیات، فکر و تدبر اور علم و عرفان پر جتنی کتابیں لکھی گئی ہیں وہ شاید ہی کسی اور شخصیت کے بارے میں لکھی گئی ہوں۔ آپ کی فکر کا پرواز بہت ہی بلند اور اونچا تھا۔ آپ ایک اعلیٰ مفکر اور محقّق کی حیثیت میں خودی اور اسرار خودی، فلسفۂ زندگی و رموز حیات اور حقائق اسلام پر اپنے نادر شاعرانہ انداز میں جو روشنی ڈالی ہے اور اپنے فکر اور نظریہ کو پیش کیا ہے آج زمانے کے بڑے بڑے ادیب، شعراء اور مفکّرین آپکی حد تفکّر کو سمجھنے میں حیران اور

قاصر ہیں۔

آپ کا نظریۂ حیات حق پسندی پر مبنی تھا۔ فقط حسنِ بیان سے آپ کا مقصد نہ تھا جس کو آپ نے اپنے کلام میں واضح کر دیا ہے کہ ؂

حسنِ انداز بیان از من مجو

یعنی میرے کلام میں فقط حسنِ بیان کی تلاش مت کرو کہ ؂

نغمۂ من از جہانِ دیگر است

ایں جرس را کاروانِ دیگر است

اپنے کلام کے بارے میں مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ میرا نغمہ اور میری پکار ایک الگ دنیا سے ہے اور اس میری آواز کا کاروان ہی کچھ اور ہے

اس کے بعد اقبال فرماتے ہیں ؂

قوم را رمزِ حیات آموختم

میں نے قوم (مسلم) کو رمزِ حیات یعنی جینے کا طریقہ سکھایا۔
لیکن :۔

مسلم از سرِّ نبی بیگانہ شُد
باز ایں بیت الحرم بتخانہ شُد

(افسوس) کہ یہ قوم مسلم سرِّ نبیؐ یعنی حقیقتِ نبیؐ سے بیگانہ ہو گئی۔ اور نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے دل جو جلوہ گاہ وحدت تھے پھر پلٹ کر بتخانہ بن گئے۔

اب وہ سرِّ نبیؐ یا حقیقت محمدیؐ جس سے مسلمان بیگانہ ہو گئے اس کو آگے چل کر اقبال نے اپنی اس مدح مولاؑ میں بالکل واضح کر کے بتلا دیا ہے۔ جس کا ایک ایک حرف معنی و معارف کے لحاظ سے نگاہ حق بین کے لئے ایک بصیرت افروز حقیقت ہے کاش ہم اقبال ہی کو سمجھتے!

حقیر اب آخر میں ایڈیٹر "رضاکار" لاہور کا بہت بہت شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے مخزن ۱۹۰۵ء کے شمارے سے اس مدح جناب امیر علیہ السلام کو منقول کر کے اپنے رضاکار ۱۶ر جنوری ۱۹۵۷ء کے شمارہ میں شایع کر کے ہم تک پہونچایا۔

اس کے بعد میں ایڈیٹر الہلال (فارسی) کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے نہایت خوبصورتی سے اس مدح کو شائع کیا۔

حقیقت میں یہ مدح حرزِ جان، ایمان کی جِلا، ایک نادر تعویذ اور ایک انمول تحفہ ہے۔

چونکہ یہ مدح فارسی زبان میں ہے حقیر کی یہ کوشش رہی کہ اس کو ترجمہ کے ساتھ منظرِ عام پر لایا جائے تاکہ فارسی نہ جاننے والے مومنین اس کے اردو ترجمہ سے استفادہ کریں۔

حقیر احسان مند ہے اور تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہے اُن

محترم احباب کا جنہوں نے اپنا قیمتی وقت صرف کر کے اس مشکل کو حل کیا اور ساتھ ہی ساتھ حقیر ان کرم فرما حضرات کا بھی شکریہ ادا کرتا ہے جنہوں نے اس مدح کی اشاعت میں تعاون کیا۔

خداوند کریم ان کے دلی مقاصد کو پورا کرے اور حقیر کی اس ناچیز محنت اور کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی محمد وآلہ الطاہرین۔

خاکپائے غلامان آل محمدؐ
علیہم السلام
انصار حسینی سلیمان عاشق
کربلائی ومشہدی

مدح مولیٰ

○

(۱)

اے محوِ ثنائے تو زبان ها

اے یوسف کاروانِ جان ها

○

اے وہ ذات جس کی تعریف میں (مخلوق) کی زبانیں مصروف ہیں اور اے وہ ذات جو روحوں اور جانوں کے قافلہ کا یوسف یعنی سردار اور راہ دکھانے والا ہے۔

○

(۲)

اے بابِ مدینۂ محبت

اے نوحِ سفینۂ محبت

○

اے شہرِ محبت (الٰہی) کے دروازے۔

اور اے (راہِ خدا میں) محبت کی کشتی کے نوح یعنی ناخدا

○

(۳)

اے ماحیِ نقشِ باطلِ من

اے فاتحِ خیبرِ دلِ من

○

اے میرے باطل کے نقش کو مٹانے والے یعنی مجھے سیدھی راہ پر لانے والے اور اے میرے دل کے قلعۂ خیبر کو فتح کرنے والے یعنی دل کے کفر پر غالب آنے والے۔

○

(۴)

اے سرِّ خطِ وجوب و امکان

تفسیرِ تو سورہائے قرآن



اے خالق و مخلوق کی درمیانی حد کا راز

سارے قرآن مجید کے سورے آپ ہی کی تفسیر ہیں۔



(۵)

اے مذہبِ عشق رانمازے

اے سینۂ تو امین رازے

○

اے عشق الٰہی کے مذہب کے لئے نماز (یعنی جس طرح بغیر نماز کے کوئی عمل قابل قبول نہیں اسی طرح آپ کی محبت کے بغیر دین کا کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔)

اور اے وہ ذات جس کا سینہ رازِ خداوندی کا امانت دار ہے

○

(۶)

اے سِرِّ نبوّتِ محمدؐ
اے وصفِ تو مدحتِ محمدؐ

○

اے نبوتِ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصلی (چھپا ہوا) راز
اور اے وہ ذات جس کی تعریف حقیقت میں خود رسولؐ کی مدح وثنا ہے۔

○

(۷)

گردوں کہ بہ رفعت ایستاد است

از بامِ بلندِ تو فتاد است

○

یہ آسمان جو بلندی پر قائم ہے۔

آپ کی بلندی اور عظمت کے سامنے جھکا ہوا ہے۔

○

۸

ہر ذرۂ درگہت چو منصور
در جوشِ ترانۂ انا الطّور



آپ کی درگاہ کی خاک کا ہر ذرہ جوشِ ایمانی میں منصور کی طرح انا الطّور (میں خود کوہ طور ہوں) کا ترانہ پڑھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوہ طور پر خدا کی طرف سے نور کی تجلی ظاہر ہوئی تھی۔ اسی طرح آپ کی درگاہ کی خاک کا ہر ذرّہ نورِ خدا سے منور اور روشن ہے۔



۹

بے تو نتوان باو رسیدن

بے او نتوان بتو رسیدن

○

بغیر آپ کے خدا تک کوئی نہیں پہونچ سکتا۔
اور بغیر خدا کے آپ تک بھی کسی کی رسائی نہیں ہو سکتی۔

○

(۱۰)

فردوس ز تو چمن در آغوشش
از شان تو حیرت آئینہ پوشش



جنت آپ کے وجود کی وجہ سے گویا اپنی گود میں ایک چمن لئے ہوئے ہے (جس میں ہر قسم کا حسن و کمالِ قدرت پایا جاتا ہے) اور آپ کی شان کے سامنے حیرت و تعجب آئینہ کی طرح کا لباس پہنے ہوئے ہیں۔ یعنی آپ کی شان کی بلندی کو دیکھ کر سارا عالم حیرت میں ہے اور یہ حیرت و تعجب اس طرح واضح اور روشن ہے جیسے صاف اور شفاف آئینہ میں کسی کی صورت نمایاں ہوتی ہے۔



(۱۱)

جانم بغلامئ تو خوشتر
سر بر زدہ ام زجیب قنبر

○

میری جان آپ کی غلامی پر (بہت) خوش ہے۔
اور میں تو آپ کے غلام قنبر کے گریبان سے سر باہر نکالے
ہوئے ہوں (یعنی اسی غلامی کے رشتہ میں بندھا ہوا ہوں
جس سے قنبر وابستہ تھے)

○

(۱۲)

ہشیارم و مست بادۂ تو

چو سایہ ز پا فتادۂ تو

○

میں ہوش میں ہوں اور آپ کی شراب محبت میں بے ہوش اور مست بھی ہوں۔

اور آپ کے پیروں کے نیچے اس طرح ہوں جیسے قدموں کے نیچے آدمی کا سایہ ہوتا ہے۔

○

(۱۳)

از ہوش شدم مگر بہ ہوشم
گوئی کہ نصیری خموشم



میں ہوش میں نہیں رہا مگر پھر بھی ہوش میں ہوں۔
اگر تم کہو کہ میں نصیری ہو گیا ہوں تو یہ سنکر میں چپ ہوں
(کوئی جواب نہیں دیتا)



(۱۴)

دانم کہ ادب بضبط راز است

در پردۂ خامشی نیاز است

○

میں جانتا ہوں کہ ادب کا تقاضا یہی ہے کہ راز کو چھپایا جائے
اور اس کو ضبط کیا جائے اور خاموشی کے پردہ ہی میں محبت
کا اظہار ہوا کرتا ہے (یعنی محبت کو ظاہر کر دینے سے اس کی
قیمت باقی نہیں رہتی۔)

○

(۱۵)

امّا چہ کنم مئے تولّا

تند است برون فتد زمینا

○

لیکن میں کیا کروں اس لئے کہ تولّا (محبت علی) کی شراب بڑی تیز ہے اور وہ (میرے دل کے) جام سے اُبل پڑتی ہے (لبوں میں اس کو میں کیونکر چھپا سکتا ہوں)

○

(۱۶)

زاندیشۂ عاقبت رہیدم

جنس غمِ آلِ تو خریدم

○

اب تو میں قیامت کے خوف اور ڈر سے آزاد ہو گیا۔ اس لئے کہ میں نے آپ کی آلِ اطہار کے غم کی جنس کو خرید لیا اور حاصل کر لیا ہے۔

○

(۱۸)

در دشتِ طلب بسے دویدم

دامان چو گردباد چیدم

تلاش اور طلب کے بیابان میں کس قدر میں دوڑتا رہا ہوں
اور اپنے دامن کو بگولے کی طرح سمیٹے رہا اور سارے بیابانوں
میں گھومتا رہا۔

(۱۹)

در آبلہ خارہا خلیدہ

صد لالہ تہ قدم دمیدہ

○

میرے پیر کے چھالے میں کتنے کانٹے ہیں جو کھٹک رہے ہیں اور سیکڑوں لالے کے پھول ہیں جو میرے قدم کے نیچے اگ چکے ہیں۔

○

(۲۰)

افتادہ گرہ بروے کارم

شرمندۂ دامن غبارم

میری حاجتوں میں گرہ لگی ہوئی ہے. اور میں اپنے
غبار عصیاں کے دامن سے شرمندہ اور نادم ہوں.

(۲۱)

پویان پئے خضر سوئے منزل
بر دوش خیال بستہ محمل

اپنے خضر راہ کے پیچھے پیچھے میں دوڑتا ہوں منزل کی طرف اپنے خیال کے کاندھوں پر اپنی حاجتوں کی محمل کو اٹھائے ہوئے۔

(۲۲)

جویائے مئے و شکستہ جامے

چو صبح بیاد چیدہ دامے



میں اپنے خضر طریقت کی طرف دوڑا ایک ٹوٹے ہوئے جام اور شراب (معرفت) کی تلاش میں ایسا شکستہ جام جو صبح کی مانند روشن ہو.

مطلب یہ کہ میں شراب و جام شکستہ کی تلاش میں اس طرح نکلا کہ ساری فضائے عالم پر اپنی فکر و تلاش کے جال کو میں نے پھیلا دیا۔



(۲۳)

پیچیدہ بخود چو موج دریا
آوارہ چو گرد باد صحرا

○

میں اس جام شراب کی تلاش میں ایسا نکلا کہ سمندر کی موج کی طرح اپنی ہی ہستی میں خود لپٹا ہوا تھا اور دوسری طرف بیابان کے بگولہ کی طرح فضا میں پھیلا ہوا بھی تھا۔ اور چکر کھا رہا تھا۔

○

(۲۴)

وامانده زدرد نارسیدن
در آبلهٔ شکسته دامن



میں اسی تلاش اور جستجو میں منزل تک نہ پہنچنے کے غم سے شکستہ حال تھا اور میرے پیروں کے چھالے پھٹ چکے تھے۔ اور اب تھک کر چلنے کے قابل نہ رہا تھا۔



(۲۵)

عشق تو دلم ربود ناگاہ
از کار گرہ کشود ناگاہ

میں اسی عالم میں پڑا تھا کہ دفعتہً آپؐ کے عشق و محبت نے میرے دل کو مجھ سے چھین لیا۔ اور میری عقدہ کشائی کردی یعنی میرے مقصد کے حاصل ہونے میں جو گرہ لگی ہوئی تھی اس کو کھول دیا۔

(۲۶)

آگاہ ز ہستی و عدم ساخت
بت خانۂ عقل را حرم ساخت

آپ کے عشق نے مجھے فنا اور بقا کے راز سے واقف کر دیا اور میری عقل و فکر کے بتخانہ کو حرم الٰہی یعنی جلوہ گاہ حقیقت بنا دیا۔

(۲۷)

چون برق بخرمنم گذر کرد
از لذّتِ سوختن خبر کرد

○

آپ کا عشق میرے خرمن ہستی پر سے بجلی کی طرح گذرا پھر عشق کی اس بجلی سے میرا خرمن جل گیا اور اس جلنے میں مجھے جو لذت حاصل ہوئی اس کا احساس مجھے اس عشق ہی کی وجہ سے حاصل ہوا۔

○

(۲۸)

بر باد متاعِ ہستیم داد

جامے ز حقیقتم داد

○

اس عشق نے میری زندگی کی (ظاہری) پونجی یعنی ہستی کو ہوا پر اڑا دیا اور مجھے حقیقت کا جام عطا کر دیا۔

○

(۲۹)

سرمست شدم ز پا فتادم

چون عکس ز خود جدا فتادم

میں اس شراب عشق سے ایسا بدحواس ہوگیا کہ زمین پر گر پڑا۔
اور جس طرح ہر چیز کا عکس اس سے الگ ہوتا ہے اسی طرح میں
بھی اپنی ہستی سے الگ ہو کر گر پڑا۔

(۳۰)

پیراہن ما و من دریدم
چون اشک ز چشم خود چکیدم

○

اپنی ہستی اور کائنات کی دوسری ہستیوں کے امتیاز کا پیراہن میں نے اس عشق کی وجہ سے چاک کر ڈالا اور اس طرح میں اپنے ظاہری وجود سے جدا ہو گیا جیسے میری آنکھ کا آنسو میری آنکھ سے ٹپک کر جدا ہو جاتا ہے۔

○

(۳۱)

خاکم بفراز عرش بردی
زاں راز کہ با دلم سپردی

○

اے عشق تو نے اس راز کے سبب سے جسے تو نے میرے دل کے سپرد کیا تھا میری خاک کو عرش کی بلندی تک پہنچا دیا۔

○

(۳۲)

واصل بکنار کشتیم شد
طوفان جمال زشتیم شد

آخر اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میری کشتی کنارے سے مل گئی اور میری برائی اور بد صورتی حسن و جمال کا ایک طوفان بن گئی۔

(۳۳)

جز عشق حکایتے ندارم
پروائے ملامتے ندارم

○

اس عشق کے افسانے کے علاوہ میرے پاس اور کچھ نہیں ہے اور میں اس عشق میں کسی کی مذمت و ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔

○

(۳۴)

از جلوهٔ عام بے نیازم

سوزم ۔ گریم ۔ تپم ۔ گدازم

○

میں اپنے اس عشق حقیقی اور اصلی معرفت کی وجہ سے محبوب کے جلوۂ عام سے بے نیاز ہو گیا ہوں۔ میں تو خود حقیقت کو دیکھ رہا ہوں مجھے ظاہری جلوے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں عشق کی اصلی برق اور محبت کی حقیقی آگ میں جل رہا ہوں۔ آنسو بہا رہا ہوں ۔ تڑپ رہا ہوں اور پگھل رہا ہوں۔

اللّٰھُمَّ صَلِّ علی محمد و آلِ محمد

حکیم اسلام کے حکمت کے پھول

آپ نے فرمایا:

"یہ دل بھی بدن کی طرح تھک جاتے ہیں اس وقت تم بہترین دانشورانہ باتوں اور الٰہی حکمت وعرفان کا مطالعہ کرو!"

آپ نے فرمایا:-

"دنیا گزرگاہ ہے، قیام گاہ نہیں

یہاں دو طرح کے راہی ہیں:-

۱- "ایک وہ جس نے اپنا دل بیچ دیا۔
اسے دنیا نے تباہ کر دیا"

۲- "دوسرا وہ جس نے اپنا دل خرید لیا
اس کو دنیا نے آزاد کر دیا۔"

(صحیفہ علویہ)

اللھم صل علیٰ محمد وآل محمد

مؤلف عباسی لیتھو آرٹ پریس کے مالک، منیجر اور دیگر
عملہ کا ان کے دلی تعاون کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ عاشق